An International Journal of
ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

PAKISTAN ISLAMICUS
(An International Journal of Islamic and Social Sciences)
January-March, 2025, Volume:05, Issue:01 Pages:09-18
Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

اسلامی ومغربی تناظر میں عائلی زندگی کے تعینات کا ارتقاء: اسلامی تعلیمات کے اسرار و حکم کا مطالعہ

THE EVOLUTION OF DETERMINANTS OF FAMILY LIFE: A STUDY OF THE MYSTERIES AND WISDOM BEHIND WOMEN'S RESPONSIBILITIES IN ISLAMIC SOCIETY

HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

***Umer Farooq[1], Muddassar Hussain[2]**

[1]Lecturer, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.
[2]Lecturer, The University of Lahore, Lahore, Punjab, Pakistan.

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	December 18, 2024
Revised:	January 10, 2025
Accepted:	January 11, 2025
Available Online:	January 13, 2025

Keywords:

Islamic Family Life
Women's Roles
Responsibilities in Islam
Gender Equity
Sociological Evolution

Funding:

This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:

Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

Family life in Islamic society is an intricate system underpinned by divinely ordained responsibilities, which aim to promote harmony, justice, and collective well-being. Among these responsibilities, women play a pivotal role as caretakers, educators, and contributors to the moral and spiritual development of the family. This study explores the evolution of these responsibilities by analyzing the foundational principles derived from the Quran, Hadith, and classical Islamic jurisprudence. It examines how these roles were shaped by socio-cultural factors in different eras of Islamic civilization. The research delves into the wisdom behind these responsibilities, emphasizing their alignment with the inherent capabilities of women and the greater good of society. Furthermore, it addresses modern challenges, such as gender equity debates and the impact of globalization on traditional family structures. The study evaluates the adaptability of Islamic teachings to contemporary contexts, offering a balanced perspective that integrates timeless values with evolving social needs. This scholarly investigation aims to bridge the gap between traditional Islamic thought and modern sociological paradigms, highlighting the importance of women's roles in maintaining societal balance. By focusing on the intersection of spirituality, morality, and social ethics, this research provides an insightful discourse on the significance of family life in Islam.

***Corresponding Author's Email:** yousafumer329@gmail.com

تعارف

اسلامی معاشرتی نظام میں عائلی زندگی کو ایک خاص مقام حاصل ہے، جہاں خاندان کے تمام افراد کے فرائض اور حقوق واضح طور پر متعین کیے گئے ہیں۔ اس نظام میں خواتین کو خاص اہمیت دی گئی ہے کیونکہ وہ گھر کی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتی ہیں، نہ صرف بچوں کی پرورش اور تربیت میں بلکہ معاشرتی اخلاقیات کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بھی ان کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ یہ تحقیق اس بات کا جائزہ لیتی ہے کہ عائلی زندگی کے تعینات کس طرح وقت کے ساتھ ساتھ ارتقاء پذیر ہوئے اور ان میں خواتین کی ذمہ داریوں کی حکمت اور اسرار کیا ہیں۔ تحقیق میں اس موضوع کو قرآن وسنت، فقہ اسلامی، اور تاریخی و عصری تناظر میں پیش کیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اسلامی تعلیمات کس طرح جدید دور کے چیلنجز کا سامنا کر سکتی ہیں اور خواتین کے حقوق و فرائض کو متوازن انداز میں واضح کر سکتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات عائلی زندگی میں خواتین کی ذمہ داریوں کو متوازن انداز میں بیان کرتی ہیں، جو ان کی فطری صلاحیتوں اور سماجی ضروریات کے عین مطابق ہیں۔ ان اصولوں کو نہ صرف مختلف ادوار میں مؤثر پایا گیا ہے بلکہ یہ جدید دور کے چیلنجز کے لیے بھی قابلِ عمل اور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

حضرت حواؑ اور حضرت آدم علیہ السلام پر پہلا جوڑا مشتمل ہے۔ انسانی نسل کی بقا کے لیے نکاح کا رشتہ قائم کیا گیا۔ تمام دنیا کے مذاہب اور ادیان میں رشتہ ازدواج اور نکاح کے عمل کو اخلاقی، حیاتیاتی، جنسی، طبی، مذہبی، معاشرتی، تمدنی، نفسیاتی اور جبلی سطح پر قبول کیا جاتا ہے۔ تمام مذاہب کے رسوم اور طریقے مختلف ہیں۔ اسلام سے پہلے جہالت کے زمانے میں بھی تمام اقوام کے ہاں رشتہ ازدواج کو قائم کرنے کے اصول وآداب اور رسموں کا ذکر ملتا ہے، جو کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ اللہ رب العزت نے خواتین اور مردوں کے نام سے دو مختلف جنسوں کے ذریعے سلسلہ جاری فرمایا۔ تولید و تناسل، ایک دوسرے کی طلب کی کشش جذباتِ فطری ہیں، تاکہ مرد اور خواتین ایک دوسرے کے رفیق بن کر زندگی کے ہر پہلو میں غم اور خوشی میں ہمیشہ ساتھ دے سکیں۔ زوجین کو آپس میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ گھریلو زندگی ناصرف سامان کے ساتھ معاشرتی سماجی تحفظ دیتی ہے، بلکہ؛ معاشی تحفظ بھی دیتی ہے۔ فروغِ ہمدردی اور چھوٹے بچوں کے لیے ماں کی گود اور بزرگوں محتاجوں اور کمزوروں کے لیے خاندان سائبان کی مانند ہے۔ تعمیر قوم میں عائلی زندگی وہ پوائنٹ ہے، جو قوموں کی تربیت و تشکیل کا کام بہت عرق و جاں جانفشانی سے کرتا ہے۔ گھروں کے پرسکون، خوشگوار ماحول میں ہی پل کر بچے اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ وسیع و عریض کائنات کے راز پوشیدہ کی کھوج لگا سکیں۔

عائلی زندگی کا لغوی مفہوم

عائلہ عربی زبان میں زوجہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عائلات اور عیال اس کی جمع ہے۔ گھرانے کے تمام افراد خانہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بچے رہتے ہیں۔ عائل کا مطلب عیار داری ہے۔ جو بچوں اور بیوی کے ساتھ رہتے ہیں۔

"عال، یعول عولا عیاله عوولا، الرجال عیاله"

"آل اولاد کے معاش کی کفالت کرنا، عیالہ: اہل و عیال کی روزی کے لیے کافی ہونا۔ عیل تعییلا، عیالہ، اہل و عیال کے لیے کافی ہونا۔ عیل الرجال، گھر کے وہ آدمی جن کا نان ونفقہ واجب ہو۔"[1]

المنجد میں عائلی زندگی کا مفہوم

اولاد کی معاشی کفالت کرنا۔ عیال: اہل و عیال کے رزق کے لیے کافی ہونا۔ عیالہ عائلہ: اہل و عیال کے لیے کافی ہونا، نان نفقہ عائل و الرجال واجب ہو۔ اصطلاحی معنی میں آتے ہیں یہ سب یہاں اولاد آل کا مطلب بچے ہیں۔ اور عائلہ سے مراد اولاد اور بیوی ہے، جن کے رزق کی ضرورت ہے۔ اہل وعیال سے مراد گرانے کے تمام افراد ہیں جن کے رزق کی ضرورت ہو۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ﴾

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ، ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھے روزی دیتے ہیں، اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔"

ابن منظور افریقی کے مطابق لغوی وضاحت

"کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقرت"

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں

"غالہ اور عالہ دونوں کا ایک مطلب ہے۔ "الغول" کا لفظ مطلب جوانوں کو موت کے منہ میں ڈال ڈالنا۔ اور "العول" کا مطلب انسان کو بوجھل بنا دینے کے ہیں۔ مطلب اس بوجھ تلے دبا دے، ایک محاورہ ہے۔ "ماعالک فھو عائل لی" جس کے معنی ہیں تجھ پر جو چیز بوجھ ہوں، وہ مجھے بھی بوجھ بنادے۔ اور "عول" کے معنی ہیں استحقاق حق سے کچھ چیز زیادہ لینا، عدل نہ کرنا۔"

قرآن مجید میں ہے

﴿ذلک ادنیٰ الا تعولو﴾

''اس سے تم بے انصافی سے بچ جاوگے۔"

نیو برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کے مطابق

"خاندان انسانی تاریخ کا ایک خاص ادارہ ہے، خاندان والدین اور اولاد پر مشتمل ہوتا ہے۔ فیملی کا لفظ اقلیت میں حدود کو نہیں رکھتا۔ بہت سے ملکوں میں، مشترکہ رشتہ دار خاندان کے جن میں عزیز و اقارب بھی شامل ہوتے ہیں[2]۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

"اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے، جسے تو جانتا بھی نہیں تو؛ ان کا کہنا نہ مان، تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے، تب میں تمہیں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔"

دی آکسفورڈ ماڈرن اسلامک ورڈ انسائیکلوپیڈیا کے مطابق مختلف معاشروں میں خاندان کے پس منظر کے مختلف معنی ہیں۔

"خاندان کا مفہوم جدید مغربی معاشروں میں مختلف ہے یعنی اکثر ایک

بچے یا دو اور والدین ہی پر مشتمل ہوتا ہے۔ لفظ عربی "عیل" "عائلہ" کے اصطلاح بہت وسیع ہے، جس کے اندر نانی، نانا، دادی، دادا، والدین، چچی، چچا، ممانی، ماموں، اور کزن شامل ہیں۔"[3]

مولانا صدر الدین اصلاحی کے مطابق

"ایک عورت اور ایک مرد انسانی تمدن کے بنیادی باہمی رفاقت پر مبنی ہیں، زوجین کے ملنے سے ایک کنبے کی بنیاد پڑتی ہے۔ انسانی زندگی کا تمدنی قدم ہوتا ہے۔ عائلی زندگی اس خاندان کو کہتے ہیں۔ جہاں انسانوں کی تربیت ہوتی ہے۔"[4]

عائلی زندگی کے بارے میں مولانا مودودی لکھتے ہیں

"عائلی زندگی کا آغاز نکاح کے تعلق کے بدولت بنتا ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان تعلق مستحکم پیدا ہوتا ہے۔ زوجین کے آپس میں تعلق کی وجہ سے استقلال اور سکون افراد کی زندگیوں میں شامل ہوتا ہے۔ افراد کی اجتماعت کو انفرادیت کی طرف لے جاتا ہے، رشتہ ازدواج سے آپس میں محبت اور پاکیزگی کا ماحول بنتا ہے۔ انتشار کے میلانات کو عائلی زندگی کے دائرے میں دبا دیا جاتا ہے۔ نسل نو، صحیح تربیت و صحیح سیرت اور صحیح اخلاق کے ساتھ پروان چڑھتی ہیں۔"[5]

برٹانیکا آف نیو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق

"افراد، خونی رشتے شادی یا باہمی تعلقات بناتے ہیں۔ ادارتی تنظیم کے ذریعے ہر انسان اپنے ظاہری شان و شوکت کے مطابق دوسرے انسانوں سے رابطہ رکھتا ہے۔ اسی نظام کے تحت بیوی، شوہر، باپ، ماں، بھائی، بیٹی، بہن، ایک اہم رشتہ ہوتا ہے۔"

ریچرڈ ڈائر کے مطابق

"انسانی زندگی کے مختلف پہلو جیسے مرد اور عورت کی شادی، زوجین میں آپس کے تعلقات، بچوں کی پیدائش اور والدین کا ساتھ رہنا ایک ہی کنبہ کی تکمیل ہے، ایک خاندان کے مکمل ہونے کے مراحل ہیں۔ ان مرحلوں کا مکمل ہونا عائلی زندگی ہے۔ اگر اولاد اچھی تربیت اور روایات کے ساتھ آگے بڑھے تو زندگی کامیاب ہوتی ہے، ورنہ؛ انسان ترقی کی راہ سے محروم ہو جاتا ہے اور بالی عمر میں اعلی اقدار اچھی یادوں اور اچھی عادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ ایک معاشرے کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے۔"

گھریلو زندگی کا ارتقاء و آغاز

حضرت آدم علیہ السلام کو اکیلاپن محسوس ہوا تو اس وقت گھر اور تخلیق صنف نازک سے عائلی زندگی کی ابتداء ہوئی، اماں حوا علیہ السلام کے وجود میں آنے سے، انسانی رشتوں کا ارتقا ہوا اور یہ کائنات کا پہلا جوڑا تھا۔ جس نے ماں باپ، معصوم بچے، بیوی، شوہر وغیرہ رشتوں کی بنیاد رکھی۔

دنیا کے تمام بیان اور مذاہب میں شادی اور نکاح کی شرافت کو اخلاقی، حیاتیاتی، جنسی، طبی، مذہبی، نفسیاتی، معاشرتی، آمدنی اور جلی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے انداز اور رسم مختلف ہوتے ہیں۔ جہالت کے زمانے اور ان قوموں کے نظامِ وحشت میں جو کسی دین یا مذہب پر یقین نہیں رکھتے تھے، ان قبائل اور زمانہ جہالت کے لوگوں میں بھی زوجین کے رشتے کے ادب اور حقوق فرائض کے بارے میں بتایا گیا۔[6]

نبی کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا

"الخلق کلهم عیال الله فاحبهم الی اللخ انفعهم لعیاله"[7]

"تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ کا پسندیدہ شخص وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ عصر حاضر میں یہ لفظ اکثر اہل و عیال اور بیوی بچوں کے معنی میں مستعمل ہے۔"

مولانا جلال الدین عمری کے مطابق

مرد اور عورت کے اتحاد سے انسان کا سفر شروع ہوا۔ بعد ازاں، ترقی رونما ہوئی۔ نسل نو میں فن علم، تہذیب و تمدن، حرفت وصنعت میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد، رشتے اور تعلقات قائم ہوئے۔ انسانوں کے درمیان خارجی وجوہات کی بنا پر اتحاد ہوا۔ لہذا؛ مرد اور عورت کے اتحاد کی بنیاد یہ نہیں کہ مجبوری کی بنا پر وہ قائم ہوا ہے، بلکہ کشش جاذ فطری کی وجہ سے ہے۔ جو انسانوں کو جڑے رہنے پر ایک دوسرے کے ساتھ مجبور کرتا ہے۔[8]

﴿ اَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں بنائی ہیں، تا کہ تمہیں آپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔"

جسٹس تنزیل الرحمن کے مطابق

"عائلی زندگی معاشرے کے لیے ایک بنیادی ادارہ اور ضرورت ہے۔ کوئی بھی صالح معاشرہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"[9]

خاندان کے نظریات کے مطابق مختلف ارتقا کے سلسلے میں، حیوان اور انسان میں کوئی

تمیز نہیں تھی۔ پہلے زمانے میں، ماں کنبے کی سربراہ ہوتی تھی، مادر سری نظام خاندان کی ضروریات ماں خود پوری کرتی تھی۔ دوسری طرف شادی کا رواج گروہی تھا، اس نظام میں بچے مشترکہ ہوتے تھے۔ تیسری طرف کے مطابق جو نظریہ بتایا گیا تھا وہ نظریہ مارگن کا نظریہ ہے، پدر سری نظام، اس نظام میں خاندان کا سربراہ باپ ہوتا تھا۔ اس نظام میں مادر سری سے پدر سری پھر اس میں تبدیلی جمہوری طرز میں آئی ہے۔ بعد ازاں، انسان کنبے کا جدید نظام تبدیل شدہ ہے۔

انسان کے پاس تحریک ہو یا مذہب، انسان کو زمین پر رہنے کے لیے خاندانی نظم وضبط کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کی ظاہری شکل، انسان کا وجود، اور آئندہ تمام زندگی کی تعلیمات عقائد پر مبنی ہوتی ہے۔ خاندانی نظام کو زندگی میں ظہور بہت اہم ہے۔ خاندانی نظام جس کہ پاس نہ ہو، وحشی ہو یا متعدن ہو چاہے، معاشرے میں کسی بھی قوم کی ضروریات اور تشکیل گیلری میں نظام الہام سے، خاندان کا بڑا اہم کردار ہے اور خاندانی نظام، خدائی قانون سے تشکیل ہوئی قوموں کی، بنیادی حصے کو برقرار رکھتا ہے۔[10]

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾

"وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔"

خاندان ریاست کی اہم بنیاد ہے اور اس کا اہم کردار ابتدائی منزل کا ہے۔ خاندان ریاست کی ارتقائی شکل ہوتی ہے ریاست کے نام سے عام طور پر جانا جاتا ہے۔ ریاست ایک خاص منہج پر تنظیم، معاشرے اور تشکیل کی حیثیت اختیار کرتی ہے۔ ان ہی بنیادوں پر، معاشرے کی عمارت قائم ہوتی ہے۔ انسان نے ہر زمانے میں، اجتماعی زندگی گزارنے کی کوشش کی ہے۔ قدیم دور کے انسانوں نے اپنی زندگی کا آغاز اجتماعی خاندانوں سے کیا تھا۔ ایسے ہی، جو طفولیت کے دور میں تھی تقریبا خاندان اسی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔[11]

انسان کی خلافت کے زمین پر معاشرتی وجود کو ماننے کے معنی یہ ہیں کہ بہتر طریقہ سے انسانوں کو خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خاندانی زندگی ہماری سرگرمیوں کے لیے اہم بنیاد فراہم کرتی ہے۔ خاندانی زندگی ہمیں اچھے اور صحت مند نقطہ نظر کو حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے، اور بہتر انداز میں معاملات زندگی کو دیکھنے کی صلاحیت بھی دیتی ہے۔ ہمیں خاندانی زندگی سے مفید تعلیم حاصل ہوتی ہے، جو انسان کو پیشہ ورانہ فرائض کی بجائے زندگی کے مشکل معاملات نمٹانے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔ انسان جب جوان ہوتا ہے خاندانی زندگی اسے سکون مہیا کرتی ہے۔[12]

عورت کو پہلا استاد قرار دیا جاتا ہے۔ مرد خاندان میں سربراہی کا ذمہ دار ہوتا ہے تمام مذاہب میں خاندان کی وکالت اسی طرح کی جاتی ہے ماں کی طرح کوئی استاد نہیں ہو سکتا۔ معاشرے کی کامیابی، کسی بھی کنبے کی کامیابی پر منحصر ہوتی ہے۔ تغافل اور بے اعتنائی کی وجہ سے، معاشرتی رویوں کی تباہی ہوتی ہے۔ زندگی کی کشمکش میں عورت اور مرد کے مقام کا تعین درست نہیں ہوتا۔ ہر شخص کے کردار کی تعینات اہم ہیں، ہماری زندگیوں کے مختلف شعبوں میں ایسا کرنے سے، فطری پہچان اور صلاحیتوں میں فطری صلاحیتوں کا استعمال ممکن ہو گا اور انسانوں کی زندگیاں بہتر ہو سکیں گی۔

خاندانی نظام جس معاشرے کی بنیاد ہو، مختلف مخلوقات نے ثابت کیا ہے کہ وہ معاشرے مستحکم اور دیرپا نظام کے حامل ہوتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے میں دونوں طرف سے تعلقات قائم کرنا پرکشش ثابت ہوتا ہے۔ عورت اور مرد تمام عمر ایک دوسرے کے ساتھ رہیں، جنسی کشش کو اس لیے پیدا کیا گیا ہے، تاکہ زندگیاں سکون سے گزریں جہاں والدین اولاد سے محبت کریں۔ اسلام میں عائلی نظام زندگی کو غیر معمولی اہمیت دی ہے خواتین کا وجود مسرت اور امن کا باعث بنتا ہے زوجین کے درمیان محبت فطری انداز میں پائی جاتی ہے۔[13]

﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾

"اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کی بیوی بنائی اور تمہارے لیے آٹھ نر اور مادہ چارپایوں کے پیدا کیے، وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین اندھیروں میں بناتا ہے، یہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔"

سارا پوم رائے کے مطابق

گھر کی چار دیواری میں متوازن کردار بنتے ہیں۔ یاد رکھیں اگر سکون ہو، تو رہنے والوں کو ہمیشہ گھروں میں سکون حاصل ہوتا ہے۔ گھریلو سکون تباہ کیا جاتا ہے، گھروں میں قوانین قدرت کی خلاف ورزی کر کے "مغربی کلچر میں اولاد کو کھلی چھٹی دے کر، گھرانوں میں اولاد کی تربیت پر جنسی جنون طاری کر دیا جاتا ہے، جنسی لذت پرستی اپنا کر ان میں انسانی جذبہ نہیں رہتا۔ ایسے عائلی ادارے کی شکست وریخت نے جو بازار بازار گلی گلی میں بے سکون نظر آتے ہیں، سکون کی تلاش میں، انسانی نسل کو خانہ بدوشی کے جذبات کے سفر پر ڈال دیا ہے "اس وقت ہمارے پاس اعداد و شمار موجود ہیں، گزشتہ تیس چالیس برس کے، جن سے پتہ چلتا ہے والدین کے پاس جو بچے گھروں میں رہتے ہیں، منشیات کی لت کا خطرہ ان بچوں میں بہت کم ہے۔ ان گھرانوں کی بچیاں حاملہ نہیں ہوتی۔ اچھے گھرانوں کے بچوں کی زندگی میں دیگر مسائل بہت کم ہوتے ہیں، ایسے گھرانوں کے بچوں کو بہترین طالب علم بننے کا موقع بھی ملتا ہے اعداد و شمار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے؛ انہیں معاشرے میں خوش رہنے مواقع بھی میسر آتے ہیں۔

USA-today کی اشاعت اکتوبر 1993ء میں بالغ افراد کی خوشحالی کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا۔ افراد کی خوشحالی کی وجوہات پر جو بہت نمایاں اور شاندار اہمیت کا حامل تھا، بچوں کی مذہبی، معاشی حالت، جائز اور دیگر درجنوں عناصر پر تجزیہ کیا گیا تھا۔ اس میں کامیابی کی وجہ، مشترکہ خاندانوں کے ماحول سامنے آتے ہیں کہ والدین کے ساتھ کھانے کی میز پر یہ بچے باقاعدگی سے بیٹھتے ہیں۔

مولانا مودودی کے مطابق

"عائلی زندگی کی ضرورت بچوں کی تربیت کے لئے بہت اہم ہے۔ روز اول سے جن بچوں کو ماں باپ کی محبت نہ نصیب ہو، وہ ملک کے لیے کیسے ترقی کا باعث بن سکتے ہیں۔ جو بچے کرائے کے پالنے والیوں کے سپرد ، پیدا ہوتے ہی، کر دیے جائیں۔ ماں بھی نوکری پر گئی ہو اور باپ بھی نوکری پر گیا ہوں۔ ان بچوں کی زندگیوں میں، محبت کا کوئی تجزیہ نہیں ہوتا۔ ماں باپ کی محبت جن بچوں کو بچپن میں نصیب نہ ہوئی ہو، انسان بن کر نہیں اٹھتے۔ حقیقت میں یوں ظلم ستم آج دنیا میں ہو رہا ہے کہ معاشرے میں کم سنی کے جرائم ایک پریشان کن مسئلہ بن چکا ہے۔ مشترکہ خاندانوں سے دوری کی وجہ سے جن بچوں نے ماں باپ کی محبت نہیں دیکھی ان بچوں کے ہاتھ ملک کی باگ دوڑ آرہی ہے۔ ماں باپ کو بھی ان بچوں سے کوئی محبت نہیں ملتی، جب یہ بڑے ہوتے ہیں، انسانی محبت کا سوال وہاں کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟"

﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى﴾

"اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔"

رچرڈ جی کے مطابق

یہ حقیقت ناقابل تردید ہے، جس قوم کے گھریلو زندگی میں معاملات درست نہیں ہوتے وہ کبھی بھی معاشرے میں اچھے شہری نہیں بن سکتے۔ ترقیاں ایسے معاشروں میں ناممکن ہیں، ٹیکسوں میں اضافہ ہو جاتا ہے، عوام پر ایسے معاشروں میں صلاحیتیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ نظریات، تحفظ، اجتماعی احساس چھن جاتے ہیں۔ ایک توانا اور مضبوط خاندان بننے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تحفظ فراہم کیا جائے۔ بچوں کی خوشحالی کے لیے مضبوط معاشروں کے ضامن اچھے گھرانے ہی ہوتے ہیں۔ مضبوط ٹھوس بچے عملی خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ طے شدہ بات ہے کہ ان سے ہی مضبوط ٹھوس اور عملی خاندان پیدا ہوتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں عائلی زندگی کی اہمیت

عورت اور مرد کی تخلیق کا مقصد اسلام کی نظر میں معاشرتی زندگی کی رونقوں کو بڑھانا تھا۔ انسان کی عائلی زندگی کو مستحکم اور مضبوط بنانا مقصد تھا، انسان کی گھریلو زندگی کے نظام استحکام پر باقی تمام نظام ہائے زندگی کے صحیح اور غلط کا دارومدار ہوتا ہے۔ خاندان کی بنیاد عائلی زندگی ہے، اس کی وجہ سے ؛تمام معاشرے ترقی کی قوت حاصل کرتے ہیں۔ خاندان میں زوجین یعنی بیوی، شوہر اور بچے شامل ہوتے ہیں تمام رشتوں کا مضبوط اور گہرا رشتہ آپس میں پورے معاشرے کے سکون اور اطمینان کا موجب بنتا ہے۔ عائلی زندگی کی مضبوطی ان رشتوں کی مضبوطی کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسلامی نظام میں، عائلی زندگی پر بہت زور دیا گیا۔ خوب صورت ترین مخلوق اللہ نے انسانوں کی پیدا فرمائی ان کے لئے جہاں آرام اور تسکین کے لئے جنت میں اسباب مہیا کیے، وہیں ان کی تسکین کے لیے دنیا میں جنس پیدا فرمائے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۖ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

"ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔"

سکون اور اطمینان کی وجہ انسانوں کے جوڑوں کی تخلیق ہے۔ اسلامی نظام نے انسانوں کی ہر فطری ضرورت کو پورا کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے زوجین کا خوبصورت ساتھ عطا کیا ، تاکہ ؛وہ زندگی کی پریشانیوں سے دور ہو کر، خوشیاں ان کے لیے معاون ثابت ہوں۔ انسانوں کی زندگی میں جب سرور و لطف نا ہو، تو یہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی خشک ثابت ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اسی لیے حیاتیات کے ہر شعبے میں سرور اور لطف کے اسباب پیدا کیے قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

"اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں، دھیان کرنے والوں کے لئے۔"

اللہ رب العزت کی نشانیوں میں سے (بیوی) یعنی عورت قدرت کی ایک نشانی ہے۔ جس کو اللہ رب العزت نے ایک جان سے پیدا کیا۔ اسی مٹی سے خواتین کو اللہ نے غلام کی حیثیت سے پیدا نہیں کیا بلکہ غمگسار اور ہمدرد بیوی کی حیثیت سے پیدا کیا کہ وہ باعثِ سکون ہو۔ فطری نفسانی معاملہ اور سکون کی تلاش، ایک پوشیدہ راز ہے، جس کو مرد اپنی بیوی کے پہلو میں، حاصل کرتا ہے۔ بیوی، شوہر سے بے پناہ محبت کرتی ہے ، ایسے ہی شوہر، اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ عام مشاہدے کے مطابق، زوجین

کی آپس میں محبت، ہر چیز سے ہر رشتے سے بڑھ کر ہے، جو کسی اور رشتے میں نہیں ملتی۔ خاوند اپنی زوجہ کو ہر طرح کی آسائش فراہم کرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت ہے کہ اسے، اللہ رب العزت نے بیوی کا مکلف بنایا۔ اختیار اور قدرت کے دائرے میں باہمی پیار اور سکون انسانوں کو انہیں رشتوں سے حاصل ہوتا ہے، جو شریعت کے عین مطابق ہیں، جو اسلامی اصولوں میں نکاح کی بنیاد پر قائم کیے جاتے ہیں۔ زوجین کو ہی اسلام جوڑا قرار دیتا ہے۔ غیر اسلامی رشتوں کو اسلام جوڑا قرار نہیں دیتا، بلکہ ایسے رشتوں کو بدکار اور زانی قرار دیتا ہے، قرآن میں اس کے لیے سخت ترین سزا تجویز ہے۔

میاں بیوی کا تعلق اور رشتہ فطری آسودگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس وجہ سے کتاب اللہ میں زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ لباس وہ شے ہے، جو انسان کے بدن کے متصل رہتا ہے اور انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا تعلق ایک خاص حیثیت رکھتا ہے، اس طرح کا تعلق ہو جیسے کے لباس اور جسم کے درمیان ہوتا ہے، ان کی روحیں اور دل ایک دوسرے سے متصل ہوں۔ بہت عمدہ انداز میں اس آیت میں جسم اور روح کے تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔ لباس انسانی جسم پر اس طرح ہوتا ہے کہ نہ وہ چھوٹا ہوتا ہے نہ بڑا، اسی طرح زوجین کے درمیان تعلق ہوتا ہے۔ ملاقات ہوتی ہے، تو دونوں ایک روح، ایک جان ہوتے ہیں اور ایک پل میں آپس میں گھل مل جاتے ہیں، ان کی حد کا پتا نہیں چلتا۔ باہم میل کے لیے دونوں بے قرار رہتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کی طرف ایسے راغب ہیں، جس طرح لباس پہننے والا لباس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔[14]

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

> **"واللہ ان کنا فی الجاخلیة ما نعد للنساء امرا حتی انزل الله فی هن ما انزل وقسم لهن ماقسم"**
>
> "اللہ کی قسم ہم زمانہ جاہلیت میں ہم عورتوں کو کوئی حیثیت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے بارے میں ہدایات جاری فرمائیں اور ان کے لیے جو حصہ مقرر فرمانا تھا وہ مقرر کیا"

اس آیت کی وضاحت میں امام طبری بہت اعلیٰ انداز میں بیان کرتے ہیں: "یعنی زوجین شوہر اور بیوی ایک دوسرے کیلئے بمنزل لباس ہیں، سوتے وقت وہ ایک کپڑے میں جمع ہو جاتے ہیں اور ان کا لباس اتر جاتا ہے دونوں کا ایک دوسرے سے مل جانا لباس کی بمنزل ہے، جس کو ملبوسات کی صورت میں جسم پر پہنا جاتا ہے...

> **﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَ اتَّقُوااللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِه وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾**
>
> "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

انسانی فطرت کے مطابق جنسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اسلام میں نکاح کے ذریعے اہتمام کیا گیا ہے۔ اور زوجین میں یہ ضرورت کے لئے ہے، اسی وجہ سے مردوں کو عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے، کہ ان میں تمہارا لباس ہے، اور اسی طرح عورتوں کو کہا گیا ہے کہ مردوں تمہارا لباس ہے۔ زوجین میں وجودی حیثیت و ضرورت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا مرد تمہارا لباس ہے، نہ یہ کہ تمہاری عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

عائلی نظام، زندگی میں انسانی نسل کے پھیلاؤ اور تسلسل میں اضافے اور بقاء کا سبب ہے۔ اللہ کا یہ کرشمہ کم ہے کیا؟ کہ ایک چھوٹی سی پانی کی بوند سے اشرف المخلوقات یعنی انسان جیسی حیرت انگیز مخلوق بنا کھڑی کرتا، اس میں مزید کرشمہ یہ ہے کہ انسانی شکل میں ایک نمونہ نہیں بنایا، بلکہ ؛ دو الگ جنس (مرد اور عورت) پیدا فرمائے۔ انسانیت میں جو یکساں ہیں، لیکن نفسیاتی و جسمانی خصوصیات میں مختلف ہیں اور کسی اختلاف کی بنا پر باہم متضاد اور مخالف نہیں، ایک دوسرے کا پورا جوڑا ہیں۔ پھر عجیب توازن سے ملا کر جوڑوں سے خواتین اور مرد بھی پیدا کیے۔ جس سے تعلقات کا ایک سلسلہ چلا، جس میں بیٹے اور پوتے شامل ہوئے۔ ایک تعلق اور سلسلہ بیٹی اور نواسی کا چلا، پھر آگے پوتیاں اور اور نواسیاں دوسرے گھروں کی بہو بن جاتی ہیں، ایسے ہی خاندانوں سے خاندان جڑتے گئے اور پورے ملک کی ایک نسل اور تمدن رشتہ قائم ہوتے گئے۔

امام شوکانی فرماتے ہیں

> **"خلق لكم من جنسكم ازواجا تستانسوا بهما، لان الجنس يانس الى جنسه ويوتوحش من غير جنسه وبسب هذه الانسه يقع بين الرجال والنساء ما هو سبب للنسل الذى هو المقصود بالزواج"**
>
> خاندان کو تشکیل دینا انسان کی فطری اور بنیادی ضرورت ہے۔ اس کائنات میں انسان سب سے محفوظ جگہ اپنے گھر کو خیال کرتا ہے کیونکہ یہاں اس کے خاندان کے افراد آباد ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے اس جنسی تعلق کو انسان کے لیے باعث سکون قرار دیا اور اس تعلق کو انسان پر اپنا خصوصی کرم قرار دیا۔ انسان کے نفس کی گہرائیوں سے ابھرنے والے جذبات کی تسکین کے لیے آرام دہ اور پر سکون فضا کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہ موجود نہ ہو تو انسان ہر قسم کی راحت و تسکین کے باوجود مستقل نفسیاتی بے کیفی کی کیفیت میں چلا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

> **﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ**

وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾

"روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا ،وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔"

نسیم احمد کے مطابق

عائلی زندگی انسان کو نہ صرف اس کی بقا کا سامان فراہم کرتی ہے بلکہ معاشی، معاشرتی، سماجی تحفظات بھی مہیا کرتی ہے۔ پہلی درسگاہ بچوں کے لئے ماں کی گود ہے۔ خاندان ہمیشہ محتاجوں، کمزوروں اور بڑوں کے لیے سائبان کی طرح ثابت ہوتا ہے۔

نو مسلم محترمہ عائشہ لیمو کے مطابق

ہمیشہ دنیا میں عورتوں کی خواہش رہی ہے، وہ قانونی شوہر اور اپنے بچوں کے ساتھ محفوظ اور دلجوئی سے زندگی گزاریں۔ اہل و عیال کے نان نفقہ کی ترغیب، معاشی تحفظ، اجتماعی تحفظ کا سامان بنتا ہے۔

خواتین کی حیثیت اور مختلف معاشرے

خواتین جو انسانی نسل کے آگے بڑھنے کا باعث بنتی ہیں، خود اکثر غلامی کی زندگی گزارتی ہیں، دیر سے خوشیوں سے روشناس ہوتی ہیں۔ ان کے گھر ان کی مسکراہٹ سے ان خوشیوں کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔ انکی آنکھوں میں آنسو بہتے رہتے ہیں، اکثر اس کو زندگی سے محروم کیا جاتا ہے، جو زندگی کو زندگی بنانے کا باعث تھی۔ زندگی کی مشکلات اور تکلیفوں میں خوشیاں بکھیر کر روشنی لانے والی عورتیں مقامِ حقیقی کو بھی حاصل نہ کر سکیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال:"المرأة كالضلع ان اقمتها كسرتها وان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج."

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی، اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔"

اسلام سے پہلے تاریخ گواہ ہے عورتوں کے ساتھ کیا کیا جاتا۔ عورتوں کو ہمیشہ انتہائی پست سمجھا جاتا۔ دنیا کی مختلف اقوام چین، یونان، روم، عرب، ایران، مصر ان سب جگہوں پر خواتین کو غیر مفید سمجھا جاتا، میدان سے ہٹا دیا جاتا۔ خواتین کی زندگی کا مقصد یونان میں صرف یہ سمجھا جاتا کہ وہ مرد کی غلام ہیں۔ یونان میں، خواتین کو ایک درجہ کم مخلوق سمجھا جاتا ہے جن کا کام صرف خانہ داری ہے۔

خالدہ ادیب خانم کے بقول

"ایتھنز میں شریف عورتوں کو، کوئی حقوق حاصل نہیں تھے اور وہ گھروں سے باہر بھی نہیں نکل سکتی تھی، ہمیشہ خواتین تعلیم سے بھی محروم رکھی جاتی تھی اور زمانے کے رسم و رواج کے مطابق بیویاں اپنے اعلی تعلیم یافتہ خاوند کا حق ادا کرنے سے معذور تھیں۔"

حالانکہ اسلام کے مطابق

"الرجل تكون له الامة فيعلمها فيحسن تعليمها و يودبها فيحسن ادبها ثم يعتقها فيتزوجها فله اجران"

"اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو۔ اور اس کو آداب مجلس سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں۔ پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے۔"

بقول امیر علی

"مردوں کی حکومت، روم میں اپنی خواتین پر جبر یہ تھی۔ خواتین لونڈی کی حیثیت سے رہتی تھیں، جس کا معاشرے میں کوئی حصہ نہ تھا۔ خواتین کو یہ حقوق حاصل نہ تھے۔ اس دن بھی کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔"

مارکس کے مطابق

"رومن کے مرد اپنی بیوی کی زندگی، موت پر اپنا اختیار کرتے تھے۔ یہ محفوظ ہے؛ بیوی کو بھی یہ اختیار حاصل تھا اپنے شوہر پر رشتہ ازدواج ختم کر سکتی ہے۔ شادی کے تقدس کا پورا احترام کیا جاتا تھا، جرمن میں ایک بیوی سے شوہر مطمئن تھا، اس طرح خواتین پاکدامنی کے دامن میں بندھی رہتی تھی۔ عورتوں کی بہت عزت کی جاتی تھی اور سرکاری معاملات میں بھی ان کا اثر تھا۔"

فرانس میں 586ء رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے سے پندرہ سال بعد قرارداد، کانفرنس میں زیر بحث تھا کہ عورتیں بھی انسان ہیں۔ بہت بحث کے بعد یہ قرارداد منظور ہوئی۔ جب کہ تب تک خیال تھا کہ خواتین کو پیدا مردوں کی حکومت کے لیے کیا گیا ہے، انہیں کوئی حیثیت بھی نہیں دی جائے گی۔ حقوق تو بہت دور کی بات ہے۔

خواتین کی حالت ہندو مذہب میں سب سے بدتر تھی۔ وہ زندگی کے ہر مرحلے میں "باپ کی مطیع تھیں، صغر سنی میں باپ کی مطیع تھی، جوانی میں اپنے بیٹوں اور شوہر کے مطیع تھی، اگر بیٹے نہ ہو تو شوہر کے بعد اپنے اقربا کی، خود مختار زندگی گزارنے کا حق عورت کو بالکل نہیں تھا۔ بے شمار عیوب خواتین سے منسوب کر دیے گئے۔

اسلامی عائلی نظام میں عورت کا مقام مرتبہ

نکاح زوجیت کی تعمیری زندگی میں اہمیت ایک مسلمہ حقیقت ہے، جس کی وجہ سے اس کی بنیاد جوڑے پر رکھی گئی ہے اس میں خواتین کا کردار وقار ساجی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔خواتین کو اسلام میں ایک مقدس درجہ دیا جاتا ہے اور خواتین کے حقوق و فرائض کے بارے میں کتاب اللہ میں فرمایا گیا ہے۔خواتین کو اعلی مقام پر اسلام نے فائز کیا۔ خواتین کے لئے مرد کے اندر ہمدردی اور محبت ایک فطری جذبہ ہے۔کتاب اللہ اور حدیث نبوی اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ نہ صرف عورتوں کے حقوق ادا کیے جائیں، بلکہ؛ عورتوں سے شفقت ہمدردی کا رویہ رکھا جائے۔اسلام میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔اسلام میں عورت کو مکمل حیثیت دی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"حبب الی من الدنیا النساء والطیب وجعلت قرة عینی فی الصلوة"[15]

"دنیا کی چیزوں میں مجھے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔"

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"الدنیا متاع و خیر متاعها المراة الصالحة۔"[16]

"دنیا ایک نفع کا سامان ہے لیکن دنیا کا بہترین سامان نیک وصالح بیوی ہے۔"

اسلامی ضابطہ حیات میں واضح بیان ہوتا ہے کہ بادل، ہوائیں آسمانوں زمین، سیارے، جانور وغریہ یہ سب چیزیں انسانوں کے لئے بنائی گئی ہیں، لیکن یہ کہیں نہیں بیان کیا گیا کہ خواتین کو مردوں کے لیے بنایا۔ بلکہ قران میں بار بار ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کے لیے بنایا گیا ہے۔

عائلی نظام زندگی میں خواتین اور مردوں کو ایک درجہ پر برابر قرار دینے کے حوالے سے خوبصورت شبیہ سے بیان کیا گیا ہے:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

"آسمانوں اور زمین کا بنانے والا تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے"

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی آیت کی تفسیر بہت خوبصورت انداز میں لکھتے ہیں

"میاں بیوی ایک دوسرے کے لباس کی طرح ہیں۔ قران کریم میں زوجین کو آپس میں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح لباس انسان کی حفاظت کرتا ہے، اسی طرح؛ زوجین ایک دوسرے کی ستر پوشی کرتے ہیں، یہ اشارہ یہ قران میں ایک مثال کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾

"وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس"

پھر فرمایا

"اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر؛ اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔"

پیدائش کے بعد پہلے بچے کو ڈھانپا جاتا ہے پھر اس کی خوراک کا انتظام کیا جاتا ہے، ایسے ہی وفات کے بعد پہلے کفن دفن کا انتظام کیا جاتا ہے یعنی کہ لباس خوراک سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

حافظ ابن حجر کے بقول

اسلام میں خواتین کو بحیثیت انسان برابر سمجھا جاتا ہے۔بیٹی کو رحمت، جنت کی ضمانت، ٹکڑا دل قرار دیا گیا ہے۔ بحیثیت بیوی، سکون قرار دیا گیا، ماں کے درجے تین گناہ زیادہ بلند کر دیے گئے۔خواتین کے حقوق و فرائض متعین کر دیے گئے، ایک دائرہ کار کے مطابق عورت میں مرد سے مختلف صلاحیت رکھی گئی۔ یہ خواتین کی خامی نہیں بلکہ ان کے فرائض میں شامل اور بہت اہم ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے بقول:

اسلام پوری طرح عورت کے فطری مزاج کی رعایت کرتا ہے، خواتین کا صنف نازک کا درجہ، ایک مسلمہ حقیقت ہے، کچھ معاملات میں خاص تحفظ کا محتاج ہے۔خواتین کی نسبت مرد زیادہ طاقت اور توانا ہیں۔ یہ انسانوں میں قدرت کی پیدا کردہ تفریق ہے اس پر عورت کو شرمسار ہونے اور مرد کو نافذ کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ؛ عورتوں کے حقوق مرد کے ذمہ ہے اور تحفظ اور نان نفقہ کی ذمہ داری بھی، مرد کے ذمے خواتین کے حوالے سے یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے[17].

مجاہد الاسلام قاسمی کے بقول

حضرت محمد ﷺ تمام کائنات کے لئے رحمت بن کر آئے۔ جو ظلم وستم کا شکار طبقے تھے، تمام انسانیت کو اسلام اور عزت کا مقام دیا وراثت میں حقدار بنایا رشتہ ازدواج نکاح کو ایک مقدس معاہدے کی حیثیت سے پیش کیا۔ جس میں خواتین کو مردوں کی ملکیت، عورت کو مرد کا مالک نہیں بنایا بلکہ فریقین ایک معاہدے میں ساجی زندگی کے سفر میں عزت قابل احترام بن کر زندگی گزاریں۔

عائلی حالات اور مسلم معاشرے

عائلی نظام میں مادر پدر آزادی سے صرف مغرب ہی دوچار نہیں، بلکہ ؛مشرق بھی اس تباہی سے دوچار ہے۔ فرانس، جرمنی، تانیہ، اس کے بعد روس اور امریکا نے اسلامی ممالک کا نقشہ بدل دیا۔ مسلمان قوم کو آزاد ہوتے ہوئے بھی کسی نہ کسی قوم کے زیر نگرانی رہنا پڑا۔ صدیوں کی غلامی نے مالیات اور فکر کو کسی قابل نہ رہنے دیا، وہ آزاد سوچ کے مالک رہے، اسلامی تعلیمات سے مسلمان دور ہوتے چلے گئے، مغربی کلچر اپنا دائرہ کار کو بڑھاتی گی۔ فوجی وردی تو واپس لوٹ گئی، لیکن مغربی کلچر مسلمانوں کے گھرانوں کو متاثر کرنے لگے۔ مغربی کلچر کی فحاشی بڑھتی گئی "انٹرنیٹ، ڈش، کیبل نے مسلمانوں کے نظام کو ہلا کر رکھ دیا۔ جدت، ذرائع ابلاغ سے مکان و زمان سکڑ کر رہ گئے، مغرب، مشرق ہاتھ پر رکھی تصاویروں کی مانند ہوگئے۔ اسلامی مشرقی لوگ بھی مغربی کلچر سے اندرونی طور پر متاثر ہوئے، عائلی نظام زندگی نے ابتری کا رخ کر لیا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا، اسلامی اصول و ضوابط کے مطابق مختلف نوعیت کا تھا، مختلف ممالک میں جیسا کہ عرب ممالک میں عورت پر لازم ہے مکمل طور پر ڈھکی ہوئی ہو، پہلے گاڑی وغیرہ چلانے کی بھی اجازت نہ تھی۔ ہر قسم کی جدوجہد اور بات نہیں کر سکتی تھی، ووٹ کے حق کے لئے بھی تجدید کی، اس طرح کے مسائل تھے۔ جبکہ مسلم خواتین مقامات پر آزادی سے سیاست میں حصہ لیتی تھی۔ پینٹ، ساڑھی چاہے پہن سکتے ہیں، ایران، شام، مصر، پاکستان، انڈونیشیا، ملیشیا، ملک کے سربراہ تک خواتین بنی۔ جہاں خواتین کی حیثیت متاثر ہوتی ہے، عائلی نظام میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔[18]

اسلامی ضابطہ تعلیمات سے بے نیازی

ازدواجی زندگی حیات انسانی کا اہم شعبہ ہے۔ جس میں عورت اور مرد کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ محبت اور مروت کے ساتھ نقصان اور نفع کا ساجھا پن ہوتا ہے، اپنے شریک حیات کے ساتھ۔ عورت اور مرد کے ملاپ اور جوڑ کا نام اسلامی نکاح ہے، جو کہ مختلف طریقوں سے ہر نسل اور ہر ملک میں ہمیشہ سے جاری رہا ہے اور انسان جہاں تک جب تک آباد ہیں، پاکستانی معیشت کا یہ سلسلہ جاری اور قائم رہے گا۔ نظام کے اس شعبے میں اس قدر خرابیاں اور بدمزگیاں شامل ہوتی جارہی ہیں تو اس بندھن میں بندھنے والے جوڑے اللہ کے بتائے ہوئے احکامات سے دور ہوتے جائیں گے اس کی وجہ سے ناکامیاں پیدا ہوں گی۔

اسلامی شریعت میں مسلمانوں کو رشتہ ازدواج کا نظام بتایا گیا۔ بہت پاکیزہ اور سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام پچھلے نظاموں سے بہتر تھا۔ اسلام کے شروع میں اس نظام پر دل سے عمل کیا جاتا تھا۔ اسلامی نظام ساری دنیا میں صالح معاشرہ ثابت ہونے لگا، بعد از عیش و عشرت میں اسلامی تعلیمات سے دور ہوگئے، لوگ دین سے دوری اور غفلت برتنے لگے، جیسے بہت سے گھرانوں کا سکون برباد ہوا۔[19]

ازدواجی حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی

جب کوئی جوڑا نکاح کے رشتے سے منسلک ہوتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپس میں ملازموں کی طرح زندگی گزاریں گے۔ بلکہ ایک دوسرے کے حقوق فرائض کا خیال رکھیں گے۔ عورت اور مرد کا آپس میں جسمانی رشتہ ہوتا ہے، جب تک زوجین ایک دوسرے کی جسمانی حقوق فرائض ادا کرتے رہیں، جذبات کی تسکین ہوتی رہے گی اگر کوئی فرائض کی طرف سے کمی بیشی آئی تو دونوں میں دراڑیں پڑ جائیں گی۔

زوجین کی جنسی ضرورت کا پورا کرنا شادی کا بنیادی مقصد ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں ایک بیوہ خاتون سے انہوں نے شادی کی حضور پاک نے فرمایا۔

"هلا جارية تلاعبها وتلاعبك"

خواتین کی گھریلو ذمہ داریوں سے لاپرواہی

خواتین پر اسلام میں اندرون خانہ امام کی ذمہ داریاں ڈالی ہیں، انہیں اپنی ان ذمہ داریوں کے بارے میں شعور ہونا چاہیے۔ خواتین پر لازم ہے کہ وہ ان کاموں کی تربیت حاصل کریں۔ بعض اوقات عائلی نظام میں جھگڑوں کی وجہ بنیادی ذمہ داریوں سے منہ موڑنا ہے۔ خواتین کی گھریلو امور کے معاملات میں تربیتِ خاص ہونی چاہیے۔ تاکہ وہ گھر کے افراد خانہ کے ساتھ مضبوط تعلقات قائم کر سکیں۔ آج کل صورتحال اس طرح کی ہوگئی ہے کہ خلع کے وکلاء بھی خواتین کی شکایت کر رہے ہیں کہ رشتوں کی ناکامی میں لڑکیوں کی تربیت میں کمی ہے۔ اس حوالے سے قصوروار لڑکی کا کنبہ ہے۔ بھائی بہن، اور ماں باپ ہیں جو لڑکی کو سسرال والوں کے ساتھ بنا کر رکھنے کی تربیت نہیں دیتے اس کو جواب دینے اور شوہر سے مطالبہ کرنے کی تربیت دیتے ہیں، بار بار اپنی بچیوں کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ ان کے والدین ان کے ساتھ ہیں ہر قدم، انہی وجوہات کی بنا پر گھر ٹوٹتے ہیں اور رشتے خراب ہوتے ہیں اور لڑکیاں واپس گھروں میں ماں باپ کے پاس آتی ہیں۔ خواتین نے شادی کے بعد خود کو اس نئے ماحول میں ڈھالنا ہوتا ہے۔ چیزوں کو اختیار کرنا ہوتا ہے، بہت سی باتوں کو فراموش کر کے۔ والدین کے گھروں میں اس کی تیاری بیٹیوں کو کروائی جاتی ہے۔ جو ماں باپ اس نہج پر اپنے بچے کی تربیت نہیں کرتے سسرال، اس کی جذباتی اور ذہنی اذیت کا سبب بن جاتا ہے۔ عائلی نظام کے حوالے سے سروے کیا جائے، تو ڈھونڈنے پر بھی شاید چند ایک گھرانے ہی ایسے ملیں گے۔ وگرنہ باقی یہی باقی یہی صورتحال نظر آتی ہے کہ میاں بیوی ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی اپس میں اجنبی ہیں۔ دل پھٹے ہوئے ہیں، ایک ساتھ کھانا کھانے کے باوجود بھی۔ زوجین آپس میں دلی اور ذہنی طور پر ایک دوسرے سے دور ہیں، بعض مجبوریوں کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ زوجین کے آپس کے حقوق اولاد کے حقوق و فرائض کی ادائیگی تو دور کی بات شریعت کے اس لفظ سے ناآشنا ہیں۔[20]

عورت کی ملازمت اور عائلی زندگی

قرآن میں ہے

﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾

”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔“

عائلی نظام زندگی میں انسان کو سب سے بڑا مسئلہ اس وقت پیش آتا ہے جب خواتین اپنے فطری مقصد تخلیق سے دوری اختیار کر کے، اپنے جگر گوشے کو محروم کر کے، اپنے دل میں موسیقی کو سموئے ہوئے گھروں سے باہر نکلتی اور کسب معاش میں مردوں کے ساتھ شریک ہوتی ہیں۔[21]

مصری سکالر خاتون سیدہ نعمہ کے بقول

”خواتین کا بے پردہ نکلنا ملازمت کے لئے، نظام میں بگاڑ کا باعث ہے۔ خواتین کا اپنی نمائش کرنا بناؤ سنگھار کر کے محرم مردوں کے سامنے زیب وزینت کے ساتھ سامنے جانا انتہائی فتنہ اور شر انگیز ہے، خواتین نفوس کے اندر حیونی شہوات کے فتنے کو مردوں کے اندر جگاتی ہیں۔“[22]

ڈاکٹر صالح بن فوزان ون کے مطابق:

”خواتین کی ملازمت خاندانی نظام کو درہم برہم کر دیتی ہے۔ اور میاں بیوی کے درمیان لڑائیاں جھگڑے بڑھتے ہیں۔ بہت سی جگھوں پر یہ حالات بھی سامنے آئے ہیں ان کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔“[23]

REFERENCES - حوالہ جات

[1]Ibn Manẓūr, Abū al-Faḍl Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukram al-Ifrīqī. (n.d.). *Lisān al-ʻArab* (Vol. 1, p. 29). Dār Ṣādir.

[2]*The New Encyclopedia Britannica* (15th ed., p. 673). (n.d.). Encyclopedia Britannica, Inc.

[3]*A dictionary of social sciences* (p. 257). (1964). Free Press.

[4]Iṣlāḥī, Ṣadr al-Dīn. (n.d.). *Islām: Ek Naẓariyah Mein* (p. 23). Islamic Publications.

[5]Mawdūdī, Abū al-A'lā. (2002). *Pardah* (pp. 92-93). Islamic Publications.

[6]*From monogamy to polygamy: A study of Islamic marriage* (p. 17). (n.d.). [Publisher unknown]

[7]Tabrīzī, Walī al-Dīn Muḥammad ibn Abī 'Abdullāh. (2005). *Al-Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Vol. 2, Hadith No. 4998) [M. S. Khalīl, Trans.]. Maktabah Islāmiyah. (Original work compiled 13th century)

[8]'Umarī, Jalāl al-Dīn Anṣār. (1986). *'Aurat Islāmī Mu'āsharay Mein* (p. 16). Islamic Publications.

[9]Jeoffrey, V. H., & Nasir, Z. (2001). *Marriage & moral's rebuttal to Berrand Russell* (p. 17). Royal Book Company.

[10]'Umarī, Jalāl al-Dīn Anṣār. (1983). *Islām kā 'Ā'ilī Niẓām* (p. 9). Al-Badr Publications.

[11]Asrār Aḥmad. (n.d.). *Islām Mein 'Aurat kā Maqām* (pp. 46-47). Markazī Anjuman Khuddam al-Qur'ān.

[12]'Alī 'Izzat Begovich. (1997). *Islām aur Maghrib kī Tahzībī Kashmakash* (p. 230). Idārah Ma'ārif Islāmī Mansoorah.

[13]Afḍal al-Raḥmān. (n.d.). *Dor-e Jadīd Mein Musalmān 'Aurat kā Kirdār* (p. 42) [M. A. Munīr, Trans.]. Ferozsons.

[14]Quṭb, S. (n.d.). *Fī Ẓilāl al-Qur'ān* (Vol. 2, p. 85). Maktabah Ta'mīr-e Insāniyat.

[15]Nasā'ī, A. ibn S. (2001). *Sunan Nasā'ī* (Hadith No. 3391). [Publisher unknown].

[16]Ibn Mājah, M. ibn Y. (2019). *Sunan Ibn Mājah* (Book of Marriage, Chapter on Prohibition of Mut'ah, Hadith No. 1962, p. 1062) ['A. Sājid, Trans.]. Maktabah Dār al-Salām. (Original work compiled 9th century)

[17]Naik, Z., & Abdul Karīm. (2007). *Women's rights in Islam* (p. 28). Beacon Books.

[18]*Islām kā Bohrān, Jihād aur Dahshatgardī* (p. 132).

Ẓafar al-Dīn, M. (2003). *Islām kā Azdawājī Niẓām* (p. 4). Tayyib Publishers.

[20]Aslam, M. (2009). *Azdawājī Uljhanēn aur Un kā Ḥal* (p. 20). Maktabah Nūriyyah.

[21]Ṣāliḥ ibn Fawzān. (n.d.). *Tuḥfatun Niswān* (p. 174) [R. Ullah, Trans.]. Idārah Maṭbū'āt Khawātīn.

[22]Na'imah Sayyidah. (n.d.). *Muslim 'Aurat Kahān Jā Rahī Hai?* (p. 23) [S. Y. Nadwī, Trans.]. Pakistan Academy.

[23]al-Ghazālī, Z. (1986). *Muslim 'Aurat kā Aṣlī Mas'alah* (p. 9) [M. A. Khalīlī, Trans.]. Ḥasan al-Bannā Academy.